فرقہ واریت یا دہشت گردی ... ذمہ دار کون ؟ (اداریہ)

وطن عزیز کو قائم ہوئے تقریباً پچاس سال مکمل ہو چکے ہیں اور حکومت یہ سال "گولڈن جوبلی" کے طور پر منا رہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے قیام پاکستان کے مقاصد ابھی تک پورے نہ ہو سکے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ زندگی کے کسی شعبے میں عدل و انصاف کے ساتھ کوئی قانون نافذ نہ کیا گیا۔ اسلامی قوانین کا نفاذ بہت دور کی بات ہے اگر یہاں صرف قانون کی حکمرانی قائم ہو جاتی تو ہمیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتے، خاص طور پر اگر عدلیہ پوری دیانتداری کے ساتھ عدل و انصاف کا بول بالا کر دیتی تو آج وطن عزیز کے حالات مختلف ہوتے۔ اگر عدلیہ اپنی ساکھ برقرار رکھتی اور ان پر لوگوں کا بھرپور اعتماد ہوتا تو لوگ خود انتقامی کارروائیاں کرنے کی بجائے عدالت سے ضرور رجوع کرتے اور انصاف کے حصول میں عدلیہ کا دروازہ ضرور کھٹکھٹاتے لیکن مایوسی کے علاوہ انہیں کیا ملا۔ انصاف کے حصول میں طویل اور تھکا دینے والا انتظار اور بسا اوقات غلط رویوں کی وجہ سے لوگ خود قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اور خون ریز تصادم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور یہی رویے فرقہ واریت کو جنم دیتے ہیں۔

اس سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ برسراقتدار آنے والی تمام جماعتیں بظاہر فرقہ واریت کی مذمت کرتی ہیں لیکن کبھی بھی سنجیدگی کے ساتھ عملی کوشش نہیں کی۔ کیسی منافقت کہ یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ فلاں فلاں تنظیمیں فرقہ واریت اور دہشت گردی میں ملوث ہیں ان پر پابندی لگانے کی بجائے انہیں حکومتی مراعات سے نہ صرف نوازا جاتا ہے بلکہ ان کی چاپلوسی اور خوشامد کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض تنظیموں کو وزارت تک پیش کی گئی اور ان کا سرکاری سطح پر تحفظ کیا گیا۔ یہ محض دعوی نہیں بلکہ کھلی حقیقت ہے جس کا عملی مظاہرہ پاکستانی

قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے اور اب بھی دیکھ رہی ہے۔

پاکستان میں نیا ہجری سال کیا شروع ہوتا ہے پاکستان اسلامی جمہوریہ کی بجائے ایک شیعہ سٹیٹ محسوس ہونے لگتی ہے۔ جس کا عملی مشاہدہ سرکاری ذرائع ابلاغ: ٹی۔وی' ریڈیو' پولیس' انتظامیہ' سرکاری اراکین اسمبلی' وزراء حتی کہ افواج پاکستان کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔

نیا ہجری سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے جو کہ بالاتفاق حرمت کا مہینہ ہے جس کا احترام قبل از اسلام مشرکین بھی کیا کرتے تھے۔ جس کی تعظیم و تکریم کو اسلام نے بھی برقرار رکھا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس مبارک ماہ کے طلوع ہوتے ہی ہم نئے عزم کے ساتھ تجدید عہد کرتے اور اسلامی شریعت کے نفاذ کا عملی مظاہرہ کرتے۔ اسلام کے سنہری اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اخوت' محبت' بھائی چارے' یگانگت' باہمی تعاون کی فضا پیدا کرتے۔ جس کی طرف قرآن حکیم نے واضح طور پر حکم دیا۔ و تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان

لیکن یہاں محرم کا چاند نظر آتے ہی صف ماتم بچھ جاتی ہے' پورے ملک میں ایک خوفناک فضا پیدا ہو جاتی ہے' ہر شخص خوف زدہ بلکہ دہشت زدہ نظر آتا ہے۔ احساس اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہے بھی تو خوشی کا اظہار نہیں کر سکتا۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ عوام الناس تو یہ گھٹن اس لئے محسوس کرتے ہیں کہ انہیں تحفظ حاصل نہیں لیکن حکومت کس سے خوف زدہ ہے کہ اس کے تمام وسائل صرف ایک گروہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں دن رات مصروف ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر P.T.V کے ذریعے عامة الناس کو دس دنوں میں جو کچھ دکھایا اور سنایا جاتا ہے جس سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے دن رات شیعہ ذاکر اپنے باطل نظریات' من گھڑت واقعات' اشاروں اور کنایوں میں صحابہ کرام اور اسلاف کے خلاف خوب پرچار کرتے ہیں اور ماتمی

جلوسوں کو براہ راست دکھایا جاتا ہے۔

ان کے تحفظ کے لئے دس دن پولیس مکمل انتظامیہ ' امن کمیٹیاں ' وزراء و ممبران اسمبلی اور افواج پاکستان کو متعین کیا جاتا ہے۔ جس پر کروڑوں روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اور یہ سارا بوجھ قومی خزانہ پر ڈالا جاتا ہے۔

ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ پاکستان کی اکثریت آبادی کا تعلق سنیوں سے ہے۔ جو کسی طور پر ان خرافات و بدعات اور رسومات کو اسلامی عبادت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے دیئے ہوئے خون پسینے کی کمائی سے یہ تمام اخراجات کیسے برداشت کئے جا سکتے ہیں۔ حکومت کو ان کے جذبات کا بھی احساس کرنا چاہیے اور محض چند افراد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بڑی اکثریت کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔

خاص کر موجودہ حکومت نے تو اس سال انتہاء کر دی۔ ہر قسم کی پابندی سنیوں پر لگائی۔ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی' سینوں کے وہ گھر جو جلوس کے راستے میں آتے تھے زبردستی خالی کروائے گئے۔ اور علماء کرام کی بڑی تعداد کو پابند سلاسل کیا گیا۔ ان کے گھروں پر راتوں کو چھاپے مارے گئے' عورتوں اور بچوں کو پریشان کیا گیا۔ اور سنیوں کے ساتھ بھی ناروا سلوک اختیار کیا گیا۔ اور دعوی یہ کیا جا رہا ہے کہ اس سے دہشت گردی اور فرقہ واریت کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ ہمیں بے حد افسوس ہے کہ حکومت نے کوئی دانشمندانہ قدم نہیں اٹھایا اور نہ ہی اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ بلکہ اپنی ناکامی اور نااہلی کا اعتراف کھلے لفظوں سے کیا ہے۔

کیا ایک فریق کو تمام مراعات دینے اور دوسرے فریق کو دبانے سے فرقہ واریت ختم ہو جائے گی ؟

کیا پولیس کے جھرمٹ میں ماتمی جلوسوں سے آئندہ قتل و غارت رک جائے گی؟ کیا موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی لگانے سے دہشت گرد اپنا کام ترک

کر دیں گے (جبکہ دہشت گردی کرنے والا کوئی شخص اگر قتل جیسا گھناؤنا جرم کر سکتا ہے تو ڈبل سواری کی پابندی کو توڑنا اس کے لئے کیا مشکل ہے ؟

کیا تمام ذرائع ابلاغ صرف شیعہ مسلک کا پروپیگنڈہ کریں تو اس سے فرقہ واریت کم ہوگی ؟ کیا سنیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر ماتمی جلوس گزارنے سے آئندہ امن قائم ہو جائے گا۔

اس جیسے اور بیسویں سوالات ہیں ہم موجودہ حکومت کے اعیان سے یہ استفسار کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا انہوں نے عمدا یہ حالات پیدا تو نہیں کئے تاکہ شیعہ حضرات کو یہ مراعات دینے کا جواز پیدا کیا جائے۔

اور ہم یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ ملک اکثریتی طور پر سنیوں کا ہے اور ان کے مال و جان کا تحفظ بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی اقلیت کا' ان کو بھی وہ مراعات حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے جو کسی دوسرے کا اس لئے حکومت کو اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ وزیر اعظم کو اس منصب پر شیعہ نے نہیں بلکہ سنیوں نے پہنچایا ہے لیکن ان کے طرز عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اپنے احسانات کا بدلہ چکانے کے لئے شیعہ نوازی کرتے رہے۔ اور یکطرفہ فیصلوں سے دوسرے گروہ کے جذبات کو بے حد مجروح کرتے رہے۔

یہ تو مقام شکر ہے کہ اس موقع پر علماء کرام نے نہایت شاندار کردار ادا کیا اور اتحاد و اتفاق کی فضا کو برقرار رکھا۔ لیکن حکومت نے افتراق اور فساد کرانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس دہشت گردی اور فرقہ وازیت میں حکومت خود ملوث ہے اور اس کے خاتمے کے لئے کوئی سنجیدہ اور ٹھوس قدم اٹھانے میں ناکام رہی ہے۔

اگر موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ ملک سے دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فساد ختم ہو تو اسے عدل و انصاف سے کام لینا ہوگا۔ تمام لوگوں کے ساتھ

باقی ص۲ پر